قرآن کی تحقیق پر
ماہرین شرقیات کا جائزہ اور خدشاتی نتائج

مجید معارف

حالیہ صدی ، بالخصوص دور حاضر میں جن لوگوں نے قرآن کا وسیع مطالعہ اور تحقیقات انجام دی ہیں اور مختلف پہلوں سے قرآنی علوم ومعارف کا جائزہ لیا ہے ان میں مستشرقین کا نام سرفہرست قرار پاتا ہے۔
مقاصد ومحرک اور اس کے نتیجہ میں وجود میں آنے والی علمی طرز فکر وتصانیف جو مستشرقین کے ذریعہ انجام پائیں کسی معین معیار کی حامل نہ تھیں بلکہ منصف مزاج محقق کے بجائے ان لوگوں نے دشمنانہ اغراض ومقاصد کو اپنالائحۂ عمل قرار دیا۔ ماہرین شرقیات کے ذریعہ قرآن کا مطالعہ ایسے اصول وقوانین کی بنیادوں پر قرار پایا ہے جن کے نتائج مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہیں۔ اس مقالہ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کے مطالعے اوروارد ہ نقصانات کے جائزے کے سلسلہ میں ماہرین شرقیات کے اغراض ومقاصد اور ان کی کارکردگی اور طریقۂ کار کا جائزہ پیش کیا جائے۔

استشراق اور مستشرق کا تعارف

استشراق کلمہ اورینٹلزم (Orientalism) کا مترادف ، مشرق اورینٹ سے نکلا ہوا لفظ ہے۔ جو مشرق زمین کی ثقافت اور مستشرقوں کے اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔دوسرے لفظوں میں، استشراق کا مطلب ،مغربی دانشوروں کی جانب سے سرزمین مشرق کی ثقافتی میراث کے سلسلہ میں انجام پانے والی تحقیقات جائزہ ہے۔ سرزمین مشرق کی فکری میراث واثاثے کو جس میں سرزمین مشرق کے عوام سے وابستہ تاریخ وزبان ، قدیمی علوم وفنون اورراہ وروش بھی شامل ہے اس توصیف کے پیش نظر،مستشرق اس کو کہتے ہیں جو سرزمین مشرق کی ثقافتی میراث واثاثے پر تحقیق ومطالعہ میں مشغول رہاہواس تحقیق وتفحص کے لئے کچھ وسائل وذرائع کی ضرورت پڑتی ہے جن میں سے ایک ذریعہ مشرقی زبان کی جانکاری ہے جس میں سرفہرست عربی زبان قرار پاتی ہے لہٰذا پس مستشرق اس شخص کو کہتے ہیں جو مشرق زمین کی ثقافت کے مطالعہ وتحقیق میں ہمہ تن سرگرم ہو اور اس سلسلہ میں فہم وادراک رکھنے والا ہو۔لیکن یہ شخص اس وقت تک صحیح نتیجہ حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ سرزمین مشرق

کی اقوام کی زبان بخوبی نہ جانتا ہو۔(نقل از مأخذ تک اا تھوڑے اختصار کے ساتھ)

ماہرین شرقیات ، اپنی تحقیق ومطالعہ میں مختلف مقاصد،منجملہ ، سامراجیت ،تجارت ، دینی بشارتی اور اقتصادی وعلمی مقاصد کی طرف اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں:(تفصیلات: آر، ر، کے حمدی زقزوک، ۸۸ تا ۸۹ ،علی الصغیر، ۱۵ تا ۲۱۔ سباعی ، ۲۰ تا ۳۱)

محققین کے عقیدے کے مطابق ،مشرق شناسی کے مطالعات میں ماہرین شرقیات کا سب سے اہم محرک ومقصد خاص کر بارہویں صدی کے بعد بشارتی ودینی رہا ہے۔(سباعی ۲۰۔علی الصغیر۔ ۱۳۔ قطب ۔۴۰) یہ امر اس قدر واضح ہے کہ جس کا اعتراف ماہرین شرقیات منجملہ ایڈورڈ سعید (نقل از احمدی زقزوق، ۸۶)وروڈہارٹ نقل از علی الصغیر ، ۱۳) وغیرہ نے بصورت مجبوری کیا ہے۔ اس مقصد کی بنیاد ، عیسائیت کی دعوت ودرخواست ہے، تاہم اس کے حصول کا طریقہ ،مسلمانوں کی زبان وثقافت سے فائدہ اٹھا کر اسلام کو باطل قرار دینے پر مبنی مسلمانوں کو قانع کرنے کی کوشش ہے اس موضوع پر مکمل دسترس نور محمد ڈانیل کی کتاب الاسلام والغرب اور محمد البہی کی کتاب والمبشر ون والمستشر قون کے مطالعہ کے بعد حاصل کی جاسکتی ہے (علی الصغیر ۱۵)

اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ ماہرین شرقیات ، بضد اور مصر ہیں کہ اسلام ، جاہلیت اور یہودیت ونصرانیت کی ثقافتوں کی اپج اور پیداوار کا نتیجہ ہے (الہی ،نقل از المذہب المحمدی ،تصنیف جے بی) نیز ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جہاں تک کہ قرآن کے الہی اور انسانی اصول و مقاصد کا تعلق ہے، یہ کتاب یہودونصاریٰ کی تعلیمات کے علاوہ کوئی نئی چیز پیش نہیں کرتی (فواد۔۱۲۰۔ اور۔ ۱۲۶)

نیز اس سلسلہ میں مزید تفصیلی معلومات کے لئے اور ماہرین شرقیات کے دینی وبشارتی مقاصد کو بہتر پہچاننے کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

الاستشراق والتبشير ووصلتها بالامبريالية العالمية ، تصنيف ، ابراهيم خليل احمد، التبشير والا ستعمار فی بلاد العربيه ، تاليف مصطفیٰ خالد و عرم فروخ السلام فی وجه الا التغريب مخططاب الاستشراق والتبشير ، تصنيف، انورالجندی، اور، الشبهات والاخطا الشائعه فی الفكر الاسلامی ، تصنيف، انور الجندی۔

ماہرین شرقیات کے مقاصد کی مکمل وضاحت کے لئے ان کے درج ذیل بیانات بطور مثال ملاحظہ ہوں۔

گولڈ زیھر: ''پیغمبر عربی کی دعوت کا موضوع ان دینی اصول ومعارف اور عربی ثقافت کے امتزاج وملاوٹ کے علاوہ کچھ اور نہ تھا جو یہودی اور عیسائی عناصر کے محمد کے ساتھ تعلقات تھے اور جن سے محمد پوری طرح متاثر رہے ہیں، انہوں نے انہی افکار سے سرچشمہ حاصل کیا لہٰذا محمد نے مناسب سمجھا کہ ان حقائق کو وسیلہ قرار دیکر جوانہوں نے دوسروں اور غیروں سے حاصل کیا تھا۔ اپنے دینی ہم وطن اور اہالیان وطن کے دینی جذبات کو بیدار کیا جائے۔

وہ ان افکار ومعارف سے جوان کی رگ وپے میں بخوبی سما گئے تھے، بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے، انہوں نے ان افکارجنہوں نے غیر ملکی تاثرات سے سرچشمہ حاصل کیا تھا، ایک ایسے عقیدت میں تبدیل کردیا، جو ان کے دل میں تشکیل پایاتھا، اس وقت انہوں نے ان تعلیمات کو وحی الٰہی کا نام دیا اور کچھ وقت گذر جانے کے بعد خود کو یہ باور کرادیا کہ وہ خود اس وحی الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ (فواد، ۱۲ تھوڑے اختصار کے ساتھ)

ٹورنیڈریہ:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو اس وقت کے دو بڑے مذاہب، عیسائیت اور یہودیت سے اخذ کیا گیا ہے، یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کی بابت، جستجو کی زیادہ ضرورت نہیں ہے(نقل از۔عبد الحمد۔ ۲۰)

جورج سیل:

قرآن کے اصلی موجد وپیدا کردہ محمد ہیں، انہوں نے ہی اس کی تصنیف کی ہے۔ اور اس بات میں کسی بحث ونزاع کی ضرورت نہیں ہے۔ (حمدی زقوق۔۱۰۰از جورج کے انگریزی مقالہ کے پیش لفظ سے اقتباس)

اینڈرسن:

''اس میں شک نہیں کہ محمد کے افکار نے تلمود اور یہودیوں کی دیگر پرانی کتابوں نیز عیسائی منابع وذرائع سے سرچشمہ حاصل کیا تھا''۔ (نقل از عبد الحمید ۲۰ ـ۲۱) کچھ ماہرین شرقیات نے تو گستاخی میں دو قدم اور بھی آگے بڑھاتے ہوئے یہ بھی اضافہ کردیا کہ

'' بہرحال مقدس کتابوں کی بابت محمد کی شناخت، بہت ہی معمولی تھی اسی لئے ان کے

عقیدے میں نواقص ومعائب کی افراط ہے۔ (عبد الحمید ۲۰۔نقل از نیکلسن) اس ماہر شرقیات نے اسی طرح حضرت محمدؐ کی بھیڑ بکریاں چرانے کے موقع پر ان کے بچپن کے دوران عیسائی اساتذہ کے ذریعہ انجیل کی تعلیم دئے جانے اور اسکندر واصحاب کہف کی سرگذشت اور داستان بیان کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔''محمد مکہ میں قیام کے دوران دو وقت نماز پڑھا کرتے تھے، مگر مدینہ میں یہودیوں کی طرح تین وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ البتہ کچھ عیسائی دن میں پانچ مرتبہ عبادت کیا کرتے تھے محمد نے یہودیوں کی طرح جو کہ سنیچر کو چھٹی مناتے تھے، جمعہ کو چھٹی کا اعلان کیا'' (نقل از عبد الحمید ۲۰ اور ۲۱)

ان الزامات پر مبنی دیگر مثالوں کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ من افترآت المستشرقین علی الاصول العقدیه فی الاسلام تصنیف، عبد المنعم فواد،

المستشر قون فی الاسلام، تصنیف محمد قطب

المستشرقوں وللدراسات القرآنیه، تصنیف، محمد حسین علی الصغیر

والاسلام والمغرب، تصنیف سمیر سلیمان، قرآنی مفاہیم کے سلسلے میں اگر ماہرین شرقیات کے بیان کو درست مان لیا جائے تو یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآن دو مطالب پر تشکیل پایا ہے جس کا کچھ حصہ عرب ثقافت اور دوسرا یہودیت ونصرانیت کے تاثرات سے مأخوذ ہے لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کو عرب ثقافت اور نظام کا نتیجہ سمجھا جاسکتا ہے جبکہ قرآن کی بہت سی آیات اور سورتوں میں عرب ثقافت وعقائد پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور قرآن کی جانب سے بہت سے دور جاہلیت کے عربی عقائد اور رسم ورواج کو باطل وکالعدم قرار دیا گیا ہے۔

''دوم'' قرآن کے توریت اور انجیل سے اثر اور تاثیر حاصل کرنے کے بارے میں یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ اس بات کے پیش نظر کہ رسول خداؐ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ مکہ میں گزارا اور تاریخ گواہی دیتی ہے کہ اس شہر میں یہودیوں اور نصارا کا ٹھکانہ اور مرکز نہیں تھا تو پھر کیونکر اور کیسے رسول خداؐ نے ان سے رابطہ اور تعلق برقرار کیا۔ اور ان کی چیزوں کو سیکھا؟ نیز یہ کہ قرآن نے یہود ونصاریٰ کے سلسلہ میں کس طرح کا موقف اختیار کیا ہے؟اس کے علاوہ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ انہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کی کچھ چیزیں قبول کرلیں اور کیا سب کچھ قبول کرلیا ہے اور انکی تصدیق وترویج بھی کی جبکہ بہت سی باتوں کی تردید کی ہے اور کبھی ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے ان پر نکتہ چینی بھی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں توریت وانجیل کے مطالب اور دوسرے لفظوں میں یہود ونصاریٰ کے عقیدوں پر دوطرح کے موقف اختیار کئے۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ ماہرین شرقیات نے علمی محرک ومقصد کے ساتھ اسلامی اور قرآنی تحقیقات انجام دی ہے۔حالانکہ ایسے ماہرین شرقیات کی تعداد وبہت کم ہے جنھوں نے مسلمانوں کی فکری میراث کوصرف علمی محرک اور زاویۂ نگاہ سے دیکھتے ہوئے مطالعہ اور تحقیق انجام دی ہے۔(سباعی ۔۲۴ اور ۳۲) تاہم اس کے مقابلہ میں ماہرین شرقیات کے اس گروہ نے صحیح وسالم اورخردمندانہ محرک کے ساتھ اسلام اورقرآن کا مطالعہ کیا ہے۔(علی الصغیر ۱۸)

انہوں نے اس سلسلہ میں عرب زبان کو خاص ادب وثقافت کی زبان سمجھا اورقرآن کو اس زبان کا محور ومرکز قرار دیا۔لہٰذا صرف علمی محرک کے ساتھ تحقیقات انجام دیں، اور انہوں نے اپنی ان کوششوں سے عظیم ثمرات وجود میں لانے میں کامیابی بھی حاصل کی جو قابل ستائش وتمجید ہے۔(علی الصغیر ۔ ۱۸) یہ مطالعات جوحقیقت اورصحت مند روش کے ساتھ عملی طور پرقریب ہیں (سباعی ۔۲۵) اس بات کی بھی نشاندھی کرتے ہیں کہ اب وہ دن گذر گئے جب مغرب اسلام کوصرف کتاب خدا کی تردید کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔(رامیار۔ ۱)

درحقیقت قرآن ، اسلامی نصوص میں ایک اہم نص کی حیثیت رکھتا ہے اور اسلام مشرقی سنت کا ایک حصہ ہے۔لہٰذا ماہرین شرقیات نے ابتدائی دورہی سے اس سلسلہ میں مستشرقین کے امور پر خاص توجہ دی اور ان کے سلسلے میں تصدیقی موقف، اتخاذ کیا، اس بنیاد پر کہ توریت وانجیل دراصل دو الگ آسمانی کتابیں ہیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ قرآن کے ساتھ ساتھ یہ کتابیں بھی مشترکہ سرچشمہ کی حامل ہیں۔ (المائدہ: ۴۴، ۴۶ اور ۴۸ ۔آل عمران ، ۳۔ البقرہ ، ۴)

قرآن کو انجیل اورتوراۃ سے متاثر خیال کرنے والے مستشرقین کی تردید میں یہ کہا جاسکتا ہے پیغمبر کے زمانے کے توریت وانجیل کے بہت سے بیانات اور دوسرے لفظوں میں اس وقت یہود ونصاریٰ کے درمیان بہت سے افکار کارائج ہونا منجملہ عیسیٰ کوقتل کرنے کے سلسلہ میں یہودیوں کے نظریات (النساء ۔۱۵۸)صلیب کے سلسلہ میں عیسائیوں کے افکار کی عزلت (المائدہ ۔۷۳)عیسیٰؑ کی نبوت کا عقیدہ (المائدہ ۔۷۳) اس طرح کے عقیدے کی خاطر قرآن نے عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی ہے(آل عمران ۶۱) اور بنیادی طور پرقرآن مجید کی سورتوں البقرہ، آل عمران ، المائدہ ،

الاحزاب اور الحشر کی بہت سی آیتوں میں یہود ونصاریٰ خاص طور پر یہودیوں کے طرز عمل اور حتی کہ ان کے پیغمبروں کے ساتھ طرز عمل اور سلوک کے بارے میں اشارہ ہوا ہے اور ان واقعات کا تذکرہ عمل میں آیا ہے۔لہٰذا قرآن توریت وانجیل کے زیر اثر اور ان سے متاثر ہوکر کیسے تصنیف ہوسکتا ہے؟ ملاحظہ کریں۔تحقیقات قرآن کے سلسلہ میں بہت سی تصانیف انجام پائی ہیں جنہیں ''مستشرقین کی جانب سے قرآن کی تحقیق کا نام دیا جاسکتا ہے'' (حاجی میرزائی ، ۲/ ۲۰۴۷) جن کے اہم موضوعات میں مندرجہ ذیل کتابوں کا نام لیا جاسکتا ہے۔

۱۔قرآن مجید خاص طور پر تاریخ قرآن کے سلسلہ میں ،متعدد کتابوں کی تصنیف (رامیار ـ ا)

۲۔مختلف قرآنی موضوعات پر خاص مقالوں کی تدوین وتصنیف۔

۳۔عربی زبان میں قلمی نسخوں کی فراہمی ۔ اسلامی اور قرآنی متون کی تصحیح، لاطینی زبانوں میں ان کا ترجمہ واشاعت نیز اصلاح شدہ کتابوں کی طباعت (حمدی زقزوق ۴۷ ـتا ـ۸۱)

۴۔مشرق اور اسلام شناسی پر مبنی مخصوص جریدوں کی تصنیف (السباعی۔ ۷۔۳۔۳۸)

۵۔ اسلام کے سلسلہ میں عظیم دائرۃ المعارف کی تصنیف نیز اس میں قرآن کے خصوصی ابواب کی تدوین وتصنیف

۱۔مستشرقین کے ذریعہ قرآنی موضوع پر تصنیف کی تعداد جاننے کے لئے لاطینی زبانوں میں ۱۹۹۵ سے ۲۰۰۱ عیسوی تک جن کو شائع کیا چکا ہے۔ ان کی فہرستیں ملاحظہ کرنے کے لئے دیکھیں۔ مطبوعہ کتاب مبین ۱۳۸۰ ھ۔ش۔ ترتیب وتنظیم سکریٹری آفس، قرآن کی نویں بین الاقوامی نمائش کا ادارہ نیز سباعی ۳۴، نیز یہی کتاب صفحات ۳۳ تا ۴۹، اس عنوان کے تحت بعض الکتب الخطریه التی لها مکانه علمیه عند بعض الناس۔

۲۔ اس سلسلہ میں دیکھیں یورپی زبانوں میں ۲۰۰۰ سے ۲۰۰۴ عیسوی تک قرآنی مقالوں پر مبنی کتاب شناسی ،تصنیف مرتضی کرعی نیا گلستان قرآن نامی خصوصی شمارہ نمبر ۱۹۰ ۔

۳۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ کریں۔ آرتھر جعفری کی اصلاح پر مبنی کاوش اور ابن ابی داؤد سجستانی کی طبع المصاحف نیز مقدمتان فی علوم القرآن نیز علی الصغیر ۳۷، التحقیق کے عنوان سے

۴۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ کا ملاحظہ کریں جس میں دو ماہرین شرقیات کے مفصل مقالے درج ہیں جن کے نام ہیں : اے ٹی ویلش (A.T>WELSH)اور جے ڈی۔''پیرسون الکریم

من المنظور الاستشراقی '' تصنیف تصنیف محمد ،محمد ابولیلہ کے عنوان اور نام سے ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ میں مصر میں طبع ہوا ہے۔

۱۔قرآن کریم سے متعلق خاص دائرۃ المعارف کی تصنیف

۲۔قرآن کے موضوعی معجم کی تشکیل وتصنیف

۳۔اہم یورپی اور دیگر زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ

مستشرقوں کی قرآنی تحقیقات کے اہم موضوعات

جو کچھ بیان کیا گیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مستشرقین نے قرآن کے سلسلہ میں وسیع پیانے پر تحقیقات انجام دی ہیں۔ بہرحال ان کے محرکات کو نظر انداز کرتے ہوئے ماہرین شرقیات کے ذریعہ انجام پانے والے موضوعات کا خلاصہ کچھ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔قرآن وحی کی پیداوار نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ وحی ایک قسم کا ذہنی تجربہ ہے یا ایک طرح کی فکری ذہانت یا یہاں تک کہ ایک طرح کا پاگل پن یا مرگی کا دورہ ہوسکتا ہے۔(الجندی: ۳۳۸،مطبوعہ)

۲۔یہ دائرۃ المعارف پانچ جلدوں اور ایک ہزار ابواب پر مشتمل ہوگی۔ اب تک اس کی تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں ، اس کی پہلی جلد ۲۰۰۱ عیسوی میں ہالینڈ کے لیڈن پبلی کیشنز ہاؤس کے ذریعہ شائع ہوچکی ہے۔ اور اس کی تیسری جلد بھی ۲۰۰۳ شائع ہوچکی ہے۔ ان تین جلدوں میں A سے لیکر O تک کے ابواب اور موضوعات کو شامل کیا گیا ہے اس دائرۃ المعارف کی چیف ایڈیٹر امریکہ کی جورج ٹاؤن یونیورسٹی کی پیروفیسر، خاتون ڈیمن میک اولیف ہے اس سلسلہ میں مغرب کے چار اسلام شناس اور ماہر قرآن اس کے ساتھ تعاون کررہے ہیں۔(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں آر،ک۔کریمی نیا، ۳۰،زمانی)

نیز اس سلسلہ میں آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں ، آیات القرآن الکریم ،منجانب فرانسیی مصنف ژول لابو کی تصنیف زیر اہتمام محمد فواد الباقی نیز ملاحظہ کریں (علی الصغیر ۶۷۔الفہر ستہ کے عنوان سے)

اسلام اور مشرق شناسی کے بہانے ماہرین شرقیات کے قدیمی اور آشکار اقدام کا بنیادی مقصد اسلام کے چہرے کو مسخ اور داغدار کرنا تھا جو گر جا گھروں کی شہ پر انجام پایا اور وہ قرآن مجید کا مجموعی اور جزوی طور پر انجام پانیوالا ترجمہ تھا جو بارہویں صدی ہجری میں انجام پایا۔ (علی الصغیر ۶۳

اور ٦۴ ، عبد الحمید ۱۱، عسکری ۲/ ۷۰۷۔) اور اس کے بعد کی صدیوں میں اس اقدام میں مزید وسعت اور تیزی آتی گئی اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں۔(الجندی ،۳۴۱، رادفر گوناگوں اور مختلف زبانوں میں ابواب ترجمہ ، ۱/ ۵۱۵،تا ۵۳۸،۱/ ۵۴۰ تا ۵۷۰۔گلدزیہر ۱۲۔علی الصغیر ۴۱، مظہر وحی اور ماہرین شرقیات سلیمان، ۳۴)

قرآنی نص میں غیر خدائی یعنی انسانی ہاتھ کارفرما ہے۔محمد ،قرآن کے مصنف ہیں اور دوسرے لفظوں میں یہ کہ قرآن اور نبوی تجربہ کا ساتھ اور رابطہ ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے۔ (نقل از محمد ابولیلہ، ۹۳ ویش نظریہ پر جائزہ ،حمدی زقروق۔۱۰۰،منقول از جورج سیل الجندی، ۳۳۷،حاجی میرزائی ۲/ ۲۰۴۹۔)

۳۔قرآن میں ایسے ذرائع اور مأخذ ہیں جن کے اہم حصوں کو یہودی ،عیسائی مجوسی ، صابئی ،زرتشتی وغیرہ کے ذرائع سے اخذ کیا گیا ہے (زیادہ ترماہرین شرقیات منجملہ سلیمان ، ۳۵،۳۴، تشار رنز فوستر۔ ابولیلہ ۱۰۳ دعوی الانتحال من الکتب الیہود والنصاریٰ کےعنوان سے بنقل از ویش ،حمدی زقزوق، مصدر القرآن کےعنوان سے ۹۹ تا ۱۰۸ ، الجندی ۳۳۷ اور حاجی میرزائی نے ۲/ ۲۰۴۹ میں ٹسڈل کے ذرائع اسلام سےنقل قول کیا ہے۔)

۴۔قرآن پیغمبر کے زمانے میں مکمل طور پر لکھا نہیں کیا گیا بلکہ اس کے زیادہ حصے ذہنوں میں محفوظ رہے (بلاشرہ ۴۲ تا۴۵ ، نیز ۳۰ تا۳۱،محمد ابولیلہ ۱۴۳ ،نظریہ ٔویش کا جائزہ نولڈکہ۔ ۲۴۰)

۵۔قرآن کی ترتیب وتشکیل میں محمد کی نگرانی نہیں تھی اور اصولی طور پر انہوں نے اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کا احساس بھی نہیں کیا۔ (بلاشر،۴۲ تا ۴۵)

٦۔قرآن کا موجودہ نسخہ عثمان کے دور میں کاتبان وحی کے خاص گروہ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جو ان کے مفادات کی نشاندہی کرتا ہے۔ (بلاشر ۵۷ تا۷۷)

۷۔سورتوں آیتوں ،پاروں اور جزو، میں قرآن کی تقسیم ، پڑھنے کے عمل میں آسانی کی خاطر بعد میں انجام پائی ہے۔ (الجندی،نقل از لوئس جارویہ۔ ۳۳۹)

۸۔پیغمبر کے زمانے میں سورتوں کی ترتیب ابھی جیسی نہیں تھی ،مستشرقین کی زیادہ ترتعداد نے قرآن کا ترجمہ،قرآنی سورتوں کی زمانوں کی ترتیب کی بنیاد پر کیا ہے اس طرح سورتوں کی ترتیب کے توفیقی ہونے کے نظریہ سے انکار کیا جاتا ہے۔ (حاجی میرزائی ، ۲ / ۲۰۴۹ ، نولڈکہ شوالی اور

بلاشر کے کاموں کی بنیاد پر)

۹۔ قرآن کو اکٹھا اور مدون کرنے کے سلسلہ میں مختلف روایتوں کے مدنظر ابتداء کے مصاحف اور ان میں پایا جانیوالا اختلاف نیز قرآن کی گوناگوں قرأت کے پیش نظر موجودہ قرآن تحریف سے عاری نظر نہیں آتا ہے۔(حمدی زقزوق، ۱۰۸ عنوان: صمتہ النص القرآنی علی الصغیر ۲۱ تا ۳۴، تاریخ القرآن حسینی طباطبائی ۶۳، ٹولڈ کہ اور تحریف قرآن نولڈ کہ ۳۱۱ عنوان انھا مات وجھھا علما و مسیحیون غریبون، نیز یہی کتاب ۳۲۲ تا ۳۳۶)

۱۰۔ قرآن کا موجودہ متن غیر منظم اور تناقص پر مشتمل کتاب ہے (گلڈز یہر العقیدہ والشریعہ: ۸۷، ابوخلیل، ۴۰،تناقص القرآن نقل از گلڈزیھر اور لوسیان کلیموفتش،عبد الحمید ۱۷،نقل از ٹورا نڈریہ فواد، ۱۴۲ عنوان: دعویٰ التناقص فی القرآن الکریم التردعلیھا) اور دینی کتابوں میں جیسا کہ مختلف گروہوں کا ماننا ہے۔قرآن کی مانند نص اور متن کے لحاظ سے قرآن جتنی پریشانی اور عدم ثبات کا سامنا کسی دوسری کتاب کو نہیں کرنا پڑا ہے"(گلڈز یہر،مسلمانوں کی تفسیری رغبت ورجحان۔۲۹ نیز آر آر۔ک کاتبصرہ :معرفت ،۲۴۳تا۲۱۰عنوان: موھم الاختلاف والتناقض)

۱۱۔ پیغمبر کے لئے"امی" لفظ کا استعمال آنحضرت کے پڑھنے، لکھنے سے عدم واقفیت کے مفہوم میں نہ تھا (۲/ ۶۴۳ پارٹ نیز نظریہ آر۔ر۔ک اسی نظریہ پر تبصرہ وہی باب ۲۰/ ۶۴۵ تا ۶۴۸ ازقول: احمد محمد شاکر)

۱۲۔قرآن کے موجودہ متن میں غیر عربی اور بیگانہ وانجان الفاظ کا استعمال زیادہ ہوا ہے۔ لہٰذا قرآن اصل عربی زبان کا ترجمان نہیں ہے۔ (نقل از الجندی ۳۴۴ نیز آر۔ر۔ک جیفری، قرآن میں غیر عربی الفاظ)

۱۳۔قرآن میں پائے جانے والے حروف مقطعات بے فائدہ اور بے معنی ہیں یہ حروف قرآن کا حصہ نہیں ہیں یا بلکہ ابتدائی حروف یا ان مومنوں کے نام ہیں جنہوں نے پیغمبر کی زندگی کے دوران اپنے ذاتی استعمال کے لئے قرآن کو جمع کیا اور اس کے بعد زید بن ثابت نے قرآن اکٹھا کیا۔ اور ان اشارہ کو صاحبان قرآن کے نام کے عنوان سے ذکر کیا۔ (نولڈ کہ۔ ۳۰۳، الجندی ۳۳۹، حاجی میرانائی ۲۰۴۹۲ نقل از قرآن کے باب میں اسرار ورموز ،نظریۂ سیل اور رک طباطبائی

کے لئے ۱۷۳ عنوان ماہرین شرقیات کی نظر میں حروف مقطعہ)

ماہرین شرقیات کے مطالعات قرآنی میں وارده نقصانات:

ماہرین شرقیات کی جانب سے قرآن کا جائزہ اور تحقیق، علمی اور غرض ورزی کے محرک پر مبنی نہ ہو پھر بھی متعدد اعتراض سے بھرا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں جملہ اعتراضات:

۱۔خاص مفروضات

گذشتہ مطالب کو دیکھتے ہوئے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اسلامی مطالعات اور قرآنی مطالعات کے سلسلہ میں مستشرقین کے نظریات غیر دینی اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں دوسرے لفظوں میں یہ کہ انہوں نے ایک مسلمان کی حیثیت اور زاویۂ نگاہ سے اسلام اور اسلامی مسائل کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔کیونکہ حضرت محمدؐ کی رسالت ونبوت پر ان کا عقیدہ نہ تھا۔ انہوں نے قرآن کو وحی کی پیداوار اور ذریعہ قرار نہیں دیا وہ اس کے معجز نما اور اعجاز آفرین ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ انہوں نے قرآن کی حفاظت کے سلسلہ میں ارادہ اور مشیت الٰہی نیز تحریف سے بچانے کے سلسلہ میں ارادۂ خداوندی کو سرے سے مسترد قرار دیا ہے۔ البتہ مسلمان محققین قرآن کی مانند ان غیر مسلم بے دین ماہرین شرقیات سے اس طرح کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی ہے اس بحث کے دوران جو چیز کہ اہمیت کی حامل ہے وہ یہ کہ ماہرین شرقیات نے زیادہ تر مسلمانوں کے افکار وعقائد کے خلاف نظریات پیش کئے اور اسی کو شیوہ اور طرز عمل بنا رکھا تھا اس اور وہ اپنی تحقیقات کے دوران اس ثابت کرنے یا اذہان کو مسموم بنانے کی پیہم کوشش کیا کرتے تھے۔ یہ موضوعات در حقیقت ان تحقیقات میں جو تبشیری محرکات کے ساتھ انجام پائے زیادہ محسوس وملموس ہیں (عبدالحمید ۱۲۔ تا ۲۲ متعدد نمونوں کا ذکر) لہٰذا اس سلسلہ میں انہوں نے قرآن کے اور اسلام کے بارے میں غیر جانبدارانہ اور خالصاً محققانہ مقاصد کو عملی جامہ نہیں پہنایا اور بعض ماہرین شرقیات کے مفروضات کے سہارے حقیقت تک رسائی پانے کی کوشش نہیں کی بلکہ پیغمبر اسلام کی رسالت کے انکار نیز قرآن کے یہودی عیسائی اور نصرانی ذرائع سے فائدہ اٹھانے اور اسی طرح پیغمبر اسلام کے زمانہ میں قرآن مجید کی عدم ترتیب وتنظیم ابتدائے اسلام میں متعدد صحف اور قرائت قرائت میں اختلاف اور سر انجام قرآن مجید میں تعارض وتناقص کے مسئلہ کی موجودگی اور کتاب

خداوندی میں پائے جانیوالے انحراف وتحریف جیسے مسائل وعقیدے کو اپنانے کی کوشش کی۔

۲۔مطلق اسلامی ذرائع کی طرف عدم رجوع اور اعتباری لحاظ سے ان کی عدم طبقہ بندی۔

ماہرین شرقیات نے مسلمانوں کے سبھی تفسیری وحدیث وتاریخ ،وادب، وکلام وغیرہ کے ذرائع کی طرف رجوع کیا مگر اعتبار اور بھروسہ کے لحاظ سے ان کی درجہ اور طبقہ بندی نہیں کی۔ (نولڈ کہ ، ۲۴۹: الروایات المختلفہ ، بلاشر ،۴۹ ـ۵۰، زمانہ ابوبکر میں قرآن اکٹھا کرنے کے سلسلہ میں مختلف روایات)

ماہرین شرقیات کا ذرائع کی طرف مراجعہ کا رجحان:

پرانے اور قدیمی ذرائع کا مطالعہ علمی تحقیقات کے لحاظ سے مناسب اور صحیح قدم ہے لیکن صرف یہی کافی نہیں ہے مثال کے طور پر تفسیری متن تفسیر جامع البیان، طبری ، ابن کثیر دمشقی کی تفسیر کی برابری نہیں کرسکتی ، کیونکہ تفسیر طبری میں ضعیف اور اسرائیلیات والی روایتوں کی بہتات ہے (معرفت ۲۔ بحث طبری اور جامع البیان) جبکہ ابن کثیر کی تفسیر القرآن العظیم سے کمزور اور اسرائیلی روایتوں کو زیادہ تر ہٹادیا گیا ہے اور اسکے مصنف نے حتی الامکان تفسیری روایتوں کی کمزوری اور اسرائیلیات کے جائزے اور تبصرے کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔(مرعشی ۱/ ۲۳ ابن کثیر والا سرائیلیات) اسی طرح تاریخ طبری اور تاریخ ابن کثیر کے سلسلہ میں بھی یہی بات صادق آتی ہے ۔ کیونکہ حدیث کے دانشوروں کے خیال کے مطابق ، اعتبار اور بھروسہ کے لحاظ سے انہیں، صحیحین کی سطح کا قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ (صبحی صالح ،۲۹۶۔ مراتب ھٰذہ الکتب ۲۳۹: طبقات کتب الحدیث) یہ فرق اور اختلاف مسلمانوں کے مدنظر پایا جاتا ہے۔لیکن ماہرین شرقیات، اسلامی نصوص اور ان کے ذرائع سے یکساں طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ذرائع کے استعمال کے سلسلہ میں دوسری بات یہ کہ دیگر مذاہب کے مقابلہ، اہلسنت کے درمیان پائے جانے والے وافر وکافی ذرائع کے پیش نظر دنیا میں مستشرقین نے انہی کے ذرائع کو اپنے مطالعہ کا مرکز اور اسلامی مسائل کو انہی کے نقطہ نگاہ سے قرار دیا اور اپنے فیصلے بھی اسی بنیاد پر کئے حالانکہ یہ ایسے حالات میں ہے جبکہ اولا: ان کتابوں میں یہاں تک کہ بزرگ علمائے اہلسنت کے بقول اس میں بہت سی کمزور اور ناقابل قبول باتیں پائی جاتی ہیں ،ثانیاً یہ کہ ان کتابوں میں ایسی بہت سی باتیں موجود ہیں جوکہ بزرگان اہلسنت کے نزدیک قابل قبول ہیں

لیکن دیگر اسلامی مذاہب منجملہ شیعہ مذہب کے زاویۂ نگاہ سے یہ روایتیں خلاف اور نا قابل قبول ہیں۔

بی زک۱۶۹ تا ۱۹۳ ،عسکری ۲/ ۱۲۱ تا ۱۸۳ ، روایات نزول قرآن پر بحث اہلسنت کے سات حروف کی بنیاد پر اور روایات شیعہ کی بنیاد پر نزول قرآن کی بحث حرف واحد پر) اس مقالہ کے دوران دیگر مثالیں آپ کی نظروں سے گزریں گی۔

متون روایات کی سند پر مبنی روایات کے جائزے کو اولیت، مستشرقین کا خاصہ:

مستشرقین کی ایک تعداد ، منجملہ کائتانی اور شاخت کا یہ ماننا ہے کہ مسلمانوں نے متن کے جائزے کو اہمیت نہ دیکر صرف سندیت کے جائزے پر اکتفاء کیا ہے۔ (شاخت ، ۲/ ۲۷۹،مہریزی، ۱۸ نیک بی عجاج خطیب ۲۵۴ نقل از گیسٹون ویٹ اور گلڈز یھر) باوجود اس کے کہ سندیت کا آغاز پہلی صدی ہجری اوردوسری صدی ہجری کے شروعاتی دور میں ہو چکا تھا۔(الاعظمی،۲/ ۳۹۲: الاسناد والمستشر قین، نیز یہی کتاب ۳۹۷، نقد اقوال مستشرقین فی الاسناد وہدایۃ) مستشرقین اس وجہ سے احادیث کی کتابوں میں منقول روایتوں کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (نیک :عجاج خطیب ، ۲۵۴) اور اس شک کا نتیجہ یہ ہے کہ اولاً : یہ لوگ ان حدیثوں پر توجہ نہ دیں جن کے مطالب ان کے فرضیہ اورنظریات سے مطابقت نہ رکھتے ہوں۔ نہ صرف اس کی سند کو نہیں مانتے بلکہ اس پر شک کرنا اپنا نصب العین سمجھتے ہیں ، ثانیا ان کمزور اور مشکوک روایات سے جو مسلمانوں کے اعتقاد کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور وہ قرآن اور قطعی روایات کے خلاف ہونے کے علاوہ عقلی اصولوں کے خلاف ہوں، ان کے لئے قابل قبول اور سندیت کی حیثیت رکھتی ہیں اس بات کا واضح ثبوت ، اہلسنت کے ذرائع سے وحی کے نازل ہونے کے آغاز کے سلسلہ میں روایت سے ماہرین شرقیات کا فائدہ اٹھانا ہے۔

مذکورہ روایت افسانہ غرانیق اور رسول خدا کی فراموشی کے سلسلہ میں ہے۔ (عسکری ، تاریخ اسلام میں عائشہ کا کردار ۴/ ۴۰۷، بلاشر ۳۱، بوھل ۴/ ۴۴۹ نقل ازعسکری ، شاخت ۲۰/ ۲۶۶، اصول کا باب اور اسی باب کا جائزہ بذریعہ امین الخولی)

آیتوں اور روایتوں سے غلط فائدہ اٹھانا

ماہرین شرقیات کی تحقیقات پر ایک اور اعتراض، کچھ آیتوں اور روایتوں کے غلط استعمال پر ہوتا ہے ۔ اس کی ایک وجہ، ان ماہرین شرقیات کی ،عربی ادب ، آیات وروایات کی زبان ، تاریخ

اسلام کے مختلف پہلوں اور مسلمانوں کی دینی ثقافت سے عدم واقفیت وآگاہی سے وابستہ ہے۔ (علی الصغیر ۱۰۹ تا ۱۴۲۔حسینی طباطبائی ۱۸۹ تا ۲۱۱)

اور دوسری طرف ان کا کسی ایک موضوع کے سلسلہ میں نص اور قرائن پر مراجعہ وملاحظہ نہ کرنا۔

۱۔ بعثت کے سلسلہ میں اہلسنت کے جائزے کا وحی ورسالت نبوی کے معارف کے بارے میں مطالعہ کریں۔ ۵۵۔ ۵۶

۲۔ علامہ سید مرتضیٰ عسکری نے تاریخ اسلام میں عائشہ کے کردار نامی کتاب کی فصل بعنوان: ''کتاب کے دوسرے حصہ میں مستشرقین کے ذریعے جن روایتوں کو استعمال کیا گیا ہے اس کی طرف اشارہ کیا'' اس میں تفصیل کے ساتھ مندرجہ ذیل کتابوں اور مؤلفین کے نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں آغاز وحی کی روایتوں، افسانہ غرانیق، اورحضرت عائشہ کی حدیث افک اور اس سلسلہ میں ان کے افکار پر عالمانہ بحث کی گئی ہے وہ کتابیں یہ ہیں

۱۔مونٹگمری واٹ : کتاب : (محمد مکہ میں) ر۔ ایف۔ بوڈ لی کی کتاب زندگانی محمدؐ'' کارل بروکلمن کی کتاب'' تاریخ الشعوب'' نیز اسی سلسلہ میں شاخت کاناتی کے نظریات کا امین الخولی کے ذریعہ جائزہ، دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں ۲/ ۲۶۵ تا ۲۹۰،

۲۔محمد حسین علی الصغیر نے''**الابعاد الفنیه لترحمة القرآن ومشكلاتها البلاغیه عند المشترقین** '' کے عنوان سے ایک مقالہ میں کلام الہٰی کے ترجمہ میں ،مستشرقین کی جانب سے قرآن کی بعض ترکیبوں اور الفاظ کے سمجھنے میں ناتوانی اور کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے متعدد ثبوتوں کو پیش کیا ہے جس پر توجہ ضروری ہے۔ نیز حسینی طباطبائی نے''دائرۃ المعارف الاسلام (مطبوعہ یورپ) کے جائزے اور تبصرہ کے عنوان سے ماہرین شرقیات کی دس غلطیوں کو اجاگر کیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے ان حدیثوں اور روایتوں کو اپنایا ہے جو ماہرین شرقیات کے مفروضوں سے مطابقت رکھتی ہیں اورجو ان کے مفروضوں سے مطابقت نہیں رکھتیں انہیں اپنانے سے گریز کیا ہے۔

اس سلسلے مین بعض روایات بعنوان نمونہ حاضر ہیں۔

کلمۂ''امّی'' کا استعمال

بہت سے ماہرین شرقیات منجملہ نولڈکہ اور اسپرنگر کا یہ ماننا ہے کہ پیغمبر کو لکھنا پڑھنا آتا تھا: (رامیار، ۵۰۶۔۵۰۷)

''پارٹ'' نامی جرمنی کا ماہر شرقیات ،کلمۂ امہ کو امت سے مشتق قرار دیتے ہوئے ، اسلام میں اس جملہ کے تغیر نیز'' فرانٹس بول جیسے بعض ماہرین شرقیات کے تبصرے کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتا ہے'' کچھ لوگوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ محمد پر امی لفظ کا اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ وہ نہ تو پڑھتے تھے اور نہ ہی لکھتے تھے لیکن حقیقت میں اس لفظ ''امی'' کا اطلاق اس مطلب پر نہیں ہوتا کیونکہ سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۷۸ ''وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لاَيَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلاَّ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلاَّ يَظُنُّونَ۔جس کو اس معنیٰ میں شاہد کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے حقیقت میں یہودی امیوں کو لکھنے اور پڑھنے سے عدم واقفیت کی بناء پر معاف نہیں کیا ہے بلکہ آسمانی کتاب کے مفاہیم سے عدم واقفیت کی بناء پر سرزنش وملامت کی ہے۔(۲ / ۶۴۵ حاشیہ احمد محمد شاکر جلد ۲ ص ۶۴۵)

لفظ امی کے اس مفہوم سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پارٹ نے ماہرین لغت اور علمائے تفسیر وتاریخ نیز سورہ عنکبوت کی آیت ۴۷ سے جس میں ارشاد ہوا ہے کہ وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلاَتَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لاَرْتَابَ الْمُبْطِلُونَ '' سے لاتعلقی برتی اور اپنے نظریہ پر اصرار کرتے ہوئے رسول خدا کو پڑھنے اور لکھنے سے واقف قرار دیا ہے۔

حدیث اذان کا جائزہ:

اسلام میں شرعی جواز کے سلسلہ میں جواذان سے متعلق ہے، جو وینسل کا لکھنا ہے۔ اسلامی روایت گویا ہے کہ پیغمبرؐ نے پہلی یا دوسری ہجرت کے موقع پر مدینہ میں اپنے صحابیوں کو بلا کر مشورہ کیا کہ نماز کے وقت مومنوں کی توجہ مبذول کرانے کا سب سے اچھا کونسا طریقہ ہے؟ کچھ نے تجویز پیش کی کہ اس کام کے لئے آگ جلا کر لوگوں کی توجہ مبذول کرائی جائے یا ناقوس یعنی سنکھ یا گھنٹہ بجایا جائے ۔لیکن عبداللہ بن زید نام کے ایک مسلمان نے خبر دی کہ اس نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ مسجد کی چھت پر چڑھ کر لوگوں کو نماز کے لئے بلا رہا ہے۔

خلیفہ دوم نے بھی نماز کی طرف بلانے کے اس طریقہ کو سراہا اور چونکہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس پر متفقہ فیصلہ کرلیا اور رائے بنالی پیغمبرؐ نے بھی حکم جاری کیا کہ اس طریقہ کو جاری رکھا جائے۔

جو وینسل کی باتوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام میں اذان کا وجود خواب پر مبنی ہے کہ جسے ابن زید اور عمر نے دیکھا اور پیغمبر نے بھی اس خواب کی درستی پر مہر لگادی (حسینی طباطبائی ، ۱۹۴)

لیکن دو اہم باتوں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس نظریہ کا تجزیہ لازمی ہے:

ا۔اذان کے سلسلہ میں اہلسنت کی روایتیں

اذان کے سلسلہ میں اہلسنت کی جانب سے نقل ہونے والی روایات اس حقیقت پر قطعی دلالت نہیں کرتیں کہ اسلام میں اذان کے جواز کے لئے کچھ مسلمانوں کے خواب کا سہارا لیا گیا ہو اور پیغمبر اسلام نے اس کی تائید کی ہو بلکہ کچھ روایتیں تو اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ پیغمبر اسلام کے اصحاب کے خواب پر وحی الٰہی نے سبقت حاصل کی تھی۔

اب ہشام نے اذان کے سلسلہ میں ایک روایت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے۔

''خلیفہ دوم نے اپنے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو خطاب کیا جا رہا ہے'' **لاتجعلوا الناس الناقوس بل اذنوا للصلوٰۃ** '' پھر وہ پیغمبر اسلام کے پاس گئے تاکہ انہیں اپنے خواب کی بات بیان کریں لیکن ان کے آنے سے پہلے ہی وحی نے رسول خدا کو اذان کے حکم سے باخبر کردیا۔ لہٰذا عمر جب پیغمبر کے پاس آئے تو دیکھا کہ بلال اذان کہہ رہے ہیں۔ پیغمبر اسلام نے بھی عمر کی اذان سے متعلق خواب کی باتیں سن کر فرمایا'' قد سبقک بذالک الوحی '' (ھمو ۲/۱۵۶)

۲۔ اذان کے سلسلہ میں شیعہ روایات:

اذان اور اقامت کے سلسلہ میں شیعہ روایتیں الٰہی شریعت کی طرف واضح طور دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت میں زرارۃ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ''جب رسول خداؐ معراج پر گئے اور بیت المعمور تک پہونچے تو نماز کا وقت ہوگیا اس وقت جبرئیل نے اذان واقامت کہی۔ پھر رسول خداؐ آگے کھڑے ہوئے اور ملائکہ نیز انبیاء نے ان کے پیچھے نماز پڑھی'' (کلینی ۳/ ۳۰۲) اور دوسری حدیث میں منصور بن حازم نے امام جعفر صادق علیہ اسلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا''جبرئیل نے اذان اور اقامت کی کیفیت سے رسول خداؐ کو آگاہ فرمایا، ایسی حالت میں جبکہ رسول کا سر حضرت علی علیہ السلام کے دامن پر تھا اور جب وحی ختم ہوگئی تو رسول خداؐ نے علیؑ سے پوچھا: اے علی کیا تم نے سنا؟ انہوں نے فرمایا! ہاں سنا: فرمایا: کیا محفوظ کرلیا۔علی نے فرمایا: ہاں! پھر رسول خداؐ نے فرمایا: بلال کو بلاؤ اور انہیں اذان اور اقامت کی کیفیت اور شکل وصورت سے آگاہ کردو ۔ علی علیہ السلام نے بھی بلال کو بلا کر اذان اور اقامت سکھائی، (صدوق ا/ ۱۸۳، طوسی، تہذیب الاحکام، ۲/ ۶۴ اور ۶۵)

آیۂ نسخ سے یادداشت:

مستشرقوں نے پیغمبر اسلام پر نسیان (بھولنے) کا الزام لگایا اور سند کے طور پر قرآن اور روایتوں کو پیش کیا ہے۔ (رژی بلاشر نے لکھا ہے: (روایت سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر ایک جگہ سے گذر رہے تھے کہ دیکھا ایک اجتماع میں واعظ زبانی طور پر لوگوں کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنا رہا تھا، پیغمبر اسلام اس واقعہ سے بالکل حیرت زدہ رہ گئے اس وقت ان کو یہ اندازہ ہوا کہ وہ آیتوں کے اس گوشے اور حصے کو بھول گئے تھے اور اس واقعہ کے بعد قرآن کا وہ حصہ ان کو یاد آ گیا۔ یہ موضوع کہ جس کی تاریخی اہمیت بحث کے قابل ہے سورۂ بقرہ کی اس آیت کے ذریعہ قابل تائید ہے: " مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا "(آیت ۱۰۶)

اگر" بھلا بیٹھیں" کی عبارت کو ممکن ہے کہ مبہم کے معنی میں لیا جائے یعنی" متروک قرار دیں"، مگر کچھ مفسرین اس کا اصلی معنی لیتے ہیں یعنی ذہن سے مٹ جانا" (ھمو ۳۱، ۳۲، نیز، نیک: شاخت، ۲/ ۲۶۷)

لیکن بلاشر اور شاخت کے نظریات کے جائزے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دولوگوں اور اس کے پہلے نولڈ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ (رامیار، قرآن کا جائزہ: ۳۲ حاشیہ)انہوں نے پیغمبر اسلام کی فراموشی کے سلسلہ میں صرف اہلسنت کی کتابوں کا مطالعہ اور ان پر بھروسہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی آج کی تاریخ میں صحیح بخاری کا مطالعہ کرے تو اس کو یہ حدیث دیکھنے کو ملے گی کہ" عن عائشه قالت سمع النبیؐ رجلاً يقرأفی المسجد فقال رحمه الله لقد اذكرنی كذا وكذا آية اسقطتها فی سورة كذا وكذا " (ھمو ۸/ ۴۲۸) اس روایت کے اہلسنت کی کتابوں میں ہوتے ہوئے، بلاشر، نولڈکہ اور شاخت جیسے لوگوں پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ بلاشر اور ان جیسے لوگوں پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انہوں نے آیۃ" مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا " کو دلیل میں لانے کے بجائے جو کہ خود ان کی تعبیر کے مطابق مدنی آیت ہے مکہ میں نازل ہونے والی آیت" سَنُقْرِئُكَ فَلاتَنسَى ☆ إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ (الاعلیٰ ۶-۷) پر توجہ کیوں نہیں دی؟ اور قرآن کے ساتھ روایت کے تناقص کو مدنظر قرار دیتے ہوئے نتیجہ اخذ کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ مذکورہ آیتیں رسول خدا کی عدم فراموشی پر مبنی وعدۂ خداوندی کی یاددلاتی ہیں جس کا وعدہ قطعی اور کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اس

کے علاوہ سورہ اعلیٰ میں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ'' کا مطلب رسول خداؐ کی فراموشی کی دلیل نہیں بلکہ خدا کی مصلحت اور صلاح پر مبنی فراموشی کے امکان کو بیان کرنا ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں پیغمبر اکرم پر فراموشی نازل کرنے پر مبنی خدا کی طاقت اور اقتدار کو بیان کرتا ہے۔'' (طباطبائی ۲۰/ ۲۶۶) اختصار کے ساتھ'' اس لئے اس آیت کے معنیٰ کے بیان میں'' وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِی أَوْحَیْنَا إِلَیْکَ ثُمَّ لاَتَجِدُ لَکَ بِهِ عَلَیْنَا وَكِيلًا ☆ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّکَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَیْکَ كَبِيرًا (اسرائیل ۸۷) ہے اور جیسا کہ واضح ہے یہ آیت بھی رسول خدا کو فراموشی کے سپرد کرنے پر مبنی خدا کی طاقت کی نشاندہی کرتی ہے نہ یہ کہ آنحضرت کی فراموشی کے وقوع پذیر ہونے کی ضرورت کو (ننسها) اور'' الاّ ماشاء اللّٰہ '' کے استثنیٰ پر دیگر تبصروں کو ملاحظہ کریں امین الخولی ۲/ ۲۷۱، ۲۷۳۔

کتابیات:

۱۔قرآن

۲۔ اعظمی محمد مصطفیٰ دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینیہ، بیروت المکتب الاعلمی، ۱۴۱۳ھ۔ق

۳۔ ایازی، سید محمد علی، قرآن وفرہنگ زمانہ مبین پبلی کیشنز ہاؤس ۱۳۸۰ھ۔ق

۴۔ ابن ہشام، محمد، السیرہ النبویہ۔ بیروت، دار القلم، (بی ٹا)

۵۔ ابوخلیل، شوقی، الاسلام فی قصص الاتہام، دمشق، دار الفکر المعاصر، ۱۴۲۳، ط،۵

۶۔ بلاشر، رژی، در آستانہ قرآن، مترجم محمود رامیار، دفتر نشر ثقافت اسلامی ۱۳۶۵

۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل الصحیح، بیروت دار القلم، ۱۴۰۷ھ۔ق

۸۔الجندی، انور، اسلام فی وجہ التغریب، قاہرہ دار الاعتصام، (بی ٹا)

۹۔ ہمو الشبہات والاخطاء الشائعہ فی الفکر الاسلامی، قاہرہ دار الاعتصام (بی ٹا)

۱۰۔ حمدی زقزوق، محمود الاستشراق والخلیفہ الفکر یہ، قاہرہ، دار المنار ۱۴۰۹ھ۔ق

۱۱۔حسینی طباطبائی، مصطفیٰ نقد آثار خاور شناسان، انتشارات چاپخش ۱۳۷۵ھ۔ش

۱۲۔خوئی ابو القاسم، البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت دار الزہر ۱۴۰۸ھ۔ق

۱۳۔ راغب اصفہانی، حسین معجم مفردات الفاظ القرآن، بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ،ق

۱۴۔ رامیار، محمود، تاریخ قرآن، انتشارات امیر کبیر، ۱۳۶۲ھ،ش

۱۵۔ ہمو تعلیمات در آستانہ قرآن دفتر نشر فرہنگ اسلامی ۱۳۶۵ھ، ق

۱۶۔سباعی، مصطفیٰ الاستشراق والمستشرقون مالہم وماعلیہم، بیروت دار الوراق ۱۴۲۲ھ ق۔

۱۷۔سلیمان ، سمیر، الاسلام والغرب ، بیروت ، ار الحق ۱۴۱۸ھ۔ق
۱۸۔صدوق ، محمد بن علی ، من لایحضرہ الفقیہ ، بیروت دار الاضواء ۱۴۰۵۔ھ ق
۱۹۔صالح ، صبحی علوم الحدیث ومصطلحۃ ، آفسیٹ مکتبہ الحید ریہ ۱۴۱۷ ھ۔ ق
۲۰۔طبرسی ، فضل بن حسن ، مجمع البیان لعلوم القرآن ، بیروت دار المعرفہ ۱۴۰۸ ھ۔ق
۲۱۔طوسی محمد بن تہذیب الاحکام تعلیق علی اکبر غفاری، نشر صدوق ۱۴۱۷ ھ۔ق
۲۲۔طباطبائی ۔محمد حسین المیز ان فی تفسیر المیز ان ، بیروت مؤسسہ الاعلمی ۱۳۹۳ ھ۔ ق
۲۳۔عسکری سید مرتضٰی القرآن الکریم 'روایات المدرستین ، شرکۃ التوحید ۱۴۱۷ھ،ق
۲۴۔ہمو: نقش عایشہ در تاریخ اسلام، ترجمہ محمد کرمی ، انتشارات منیر ۱۳۷۸۔ھ۔ش
۲۵۔عبد الحمید، عرفان المستشر قون والاسلام بغداد مطبع الارشاد ۱۹۶۹ ء
۲۶۔عرفان۔ المستشر قون والاسلام۔ بغداد۔ مطبع ۔ الارشاد۔۱۹۶۹ء
۲۷۔علی الصغیر محمد حسین المستشر قون والدراسات القرآنیہ، بیروت دار المورخ العربی ۱۴۲۰ ھ۔ق
۲۸۔عجاج خطیب ، محمد السنہ قبل التدوین ، بیروت دارالفکر، ۱۴۰۱ ھ۔ ق
۲۹۔فواد عبد المنعم من افترائت استشرقین علی الاصول العقدیہ فی الاسلام ریاض مکتبہ العبید کان ۱۴۲۲ھ۔ق
۳۰۔قطب ۔محمد المستشر قون والاسلام ، قاہرہ مکتبہ وہبہ ۱۴۲۰ ھ۔ ق
۳۱۔قاسمی جمال الدین ، قواعد التحدیث بیروت دا رالکتب العلمیہ ، (بی ٹا)
۳۲۔کلینی ، محمد بن یعقوب ، الکافی ، دار الکتب الاسلامیہ ، ۱۳۲۷ ھ ۔ش ط۔ ۳
۳۳۔گلڈز یہر انگناس العقیدہ والشریعۃ فی الاسلام ، ترجمہ ہیئت مصری ، مصر دار الکتب الحدیثہ ۱۳۷۸ھ۔ق
۳۴۔ ہمو: ترجمہ مذاہب التفسیر الاسلامی مترجم سید ناصر طباطبائی تہران۔ققنوس ۱۳۸۳ ھ ۔ش
۳۵۔مرعشی یوسف ، مقدمہ تفسیر ابن کثیر بیروت، دار المعرفہ ۱۴۰۹ ھ۔ ق
۳۶۔محمد ابولیلہ ، محمد القرآ الکریم من المنظور الاستشراقی ، مصر دا رالنشر للجامعات ، ۱۴۲۳ ھ۔ ق
۳۷۔معرفت ، محمد ہادی ، التفسیر والمفسر ون فی ثوبہ القشیب ، مشہد دانشگاہ علوم رضوی ۱۴۱۸ ھ ، ق
۳۸۔ ہمو: شبہات وردو دخول القرآ ن الکریم مؤسسہ الشہید ، ۱۴۲۳ ھ۔ ق
۳۹۔نولڈکہ ٹیوڈور ، تاریخ القرآن ، تعدیل فریدش شوالی ، دار نشر مکتبہ در تریش ۲۰۰۰ء